# ہئیت، درجہ و رہنمائی نوعِ انسانی
# قرآن حکیم کی نظر میں!

تشریح از: مسعود احمد خان۔ الحبیب ۹/۸۶۷ ابدالی روڈ۔ ملتان

# ہئیت، درجہ ورہنمائی نوعِ انسانی قرآن حکیم کی نظر میں!

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ البقرة: آیت ۳۰

ترجمہ: اور جب تمھارے رب نے کہا فرشتوں سے کہ یقیناً میں اپنا نمائندہ (خلیفہ) رکھنے (بنانے، مقرر کرنے) لگا ہوں زمین پر! انہوں (فرشتوں) نے کہا، کیا تو رکھنے لگا ہے اِس (زمین) میں جو فساد پھیلائے گا اس میں اور خون بہائے گا جب کہ ہم تجھ پر تفضّل (تسبیح) کرتے ہیں تعریف (حمد) کے ساتھ اور ہم تجھ پر تقدس کرتے ہیں۔ اُس (اللہ) نے کہا یقیناً میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ البقرة: آیت ۳۱

ترجمہ: اور اُس (اللہ) نے سکھائے (علم دیا) آدم کو تمام اسماء (ناموں کا)! تب اُس (اللہ) نے دکھائے (ظاہر کیے) اُن (اشیاء) کو فرشتوں کے سامنے پھر کہا کہ مجھے بتاؤ (مطلع کرو) اِن کے نام۔ اگر تم سچے ہو۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ البقرة: آیت ۳۲

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ بڑائی (پاکی) ہے تیری، نہیں علم ہمارے لیے سوائے اُس کے جو تو نے سکھایا (بتایا)۔ یقیناً تو (اللہ) سب جاننے والا اور دانا ہے۔

قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ البقرة: آیت ۳۳

ترجمہ: اُس (اللہ) نے کہا اے آدم! انہیں (فرشتوں کو) بتاؤ نام اِن (اشیاء) کے۔ اور جب اُس نے بتا دیئے اُنہیں اُن کے نام۔ اُس (اللہ) نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا تم کو کہ یقیناً میں (اللہ) جانتا ہوں ان دیکھا (غیب) آسمانوں اور زمین کا۔ اور مجھے علم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو!

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ البقرة: آیت ۳۴

ترجمہ: اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ (جھکو) کرو آدم کو تو سب نے کیا سوائے ابلیس کے! اُس نے انکار کیا اور تکبر اور ہو گیا نہ ماننے والوں میں سے۔

# ہئیت، درجہ ورہنمائی نوعِ انسانی قرآن حکیم کی نظر میں!

**وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ** البقرۃ: آیت ۳۵

ترجمہ: اور ہم (اللہ) نے کہا! اے آدم بناؤ رہائش (مسکن) تم اور اپنا زوج (جنسی ساتھی یا جوڑا) جنت میں اور تم دونوں کھاؤ اس میں سے آزادی سے جہاں مرضی سے چاہو اور نہیں جانا قریب (تم دونوں) اُس درخت کے مبادا کہ ہو جاؤ ظالموں میں سے!

**فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ** البقرۃ: آیت ۳۶

ترجمہ: پھر پھسلا دیا شیطان (وہ خواہش یا تمنا یا جو کسی ظاہری مفاد کے لیے دوسرے کا حق مارنے پر اُکسائے اور واضح حق یا بتائے ہوئے طریقے سے منحرف کرنے پہ آمادہ ہو) نے اُن کو اِس (دی گئی ہدایت) سے اور اُس (شیطان) نے اُن (آدم اور زوج) کو نکلوا دیا اِس (جنت) میں سے۔ اور ہم نے کہا: تنزلی ہے (پست یا اُترنا یا نچلے درجے پر ہو جانا) تم سب کے لیے، تم میں سے بعض دوسرے کے لیے دشمن ہیں۔ اور تمھارے لیے ارض (زمین) میں ٹھکانہ ہے مخصوص مدت کے لیے۔

**فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ** البقرۃ: آیت ۳۷

ترجمہ: پھر (وصول) ملے آدم کو اِس کے رب سے کلمات (الفاظ)، جس (اللہ یا رب) نے رجوع کیا اُس (آدم) کی طرف! یقیناً وہ (اللہ): وہ (اللہ) رجوع کرنے والا اور رحیم ہے۔

**قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** البقرۃ: آیت ۳۸

ترجمہ: ہم (اللہ) نے کہا کہ اُتر جاؤ (تنزلی) اِس (جنت یا ایسی جگہ جہاں تگ و دو کے بغیر زندگی ہو) سے تم سب (آدم)! اور جب آئے تمھارے پاس مجھ (اللہ) سے ہدایت (رہنمائی) تو تم میں سے جو میری ہدایت کو اپنائے گا پس اُنہیں نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ کسی حزن (یا غم زدہ) میں ہوں گے۔

تشریح: قرآن حکیم کی آیۃ۔ ۳۵ تا ۳۸ انسان کی ہئیت (ساخت)، درجہ اور رہنمائی سے ملفوف ہیں۔ یہ ایک بات چیت کے انداز سے شروع ہوتی ہیں اور اِن کا مدعائے تخلیق کو اس کی مخفی صلاحیتوں اور اِن سے نبرد آزما ہونے کا کلیہ مہیا کرنا ہیں۔ نفسیات کو اس بحث میں خصوصاً عمل دخل ہے۔ مدعاء قرآن انسان کو اس کی تفویض اور کائنات کے جملہ انعامات کو اس کے تصرف میں دینے سے آگاہ کرنا اور ساتھ ہی اِسے ذمہ دار بنانا ہے۔


تشریح از: مسعود احمد خان۔ الحبیب ۹/ ۸۶۷ ابدالی روڈ۔ ملتان

# ہئیت، درجہ و رہنمائی نوعِ انسانی قرآن حکیم کی نظر میں!

تخلیق کار کا ایک نئی مخلوق کی بابت حکم صادر فرمانا اور اپنے آلۂ کار یعنی کہ فرشتوں کا اس کے بارے میں تجویز کرنا کہ یہ تخلیق فساد بالارض کا باعث ہوگئی دراصل اُن کا تخلیق کے بارے میں اِدراک ہونے یا نہ ہونے سے نہیں جتنا آدم یا بنی نوع انسان کی ساخت اور ہئیت سے آگاہی ہے۔ فساد ہمیشہ اُسی وقت ہوتا ہے جب افراد میں صلاحیت ایک جیسی ہو اور مفادات کا ٹکراؤ ہو۔ تخلیق کار کے آلۂ کاروں (جنہیں قرآن حکیم ملائکہ کا نام دیتا ہے) سے تمحیص اِسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ نئی تخلیق یعنی کہ آدم یا بنی نوع اِنسان فساد بالارض کا باعث ہوگی۔ تخلیق کار آدم کو یہ ادراک کراتا ہوا نظر آتا کہ اگرچہ مفادات کا ٹکراؤ ضرور ہے لیکن اِسے علم سے بھی مزین کیا گیا ہے جس کی بنیاد پر معاملات زندگی کو اَحسن انداز سے انجام دینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

اگلی آیات میں آدم یا بنی نو انسان کے تجسس اور اِس صلاحیت کی وجہ سے بتائے ہوئے طریقہ کار سے اِنحراف کرنا کی بحث ہے۔ یہاں تخلیق کار اِس کی اس کمزوری کا اِدراک کرانے کے ساتھ ساتھ اس کا رہنما بھی ہے اور اس کے لیے لفظ **توب**، یعنی کہ رجوع کرنا، کا استعمال کرتا ہے جو کہ بنی نوع انسان کو دوسرے تمام آلۂ کاروں (مخلوقات) سے مقدم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر کائنات کے اُمور اپنی تقدیر (ضابطہ) کے پابند ہیں اور اِس سے انحراف کی صلاحیت نہیں رکھتے اور تخلیق کار کے تفویض کیے گئے کلیہ کے مطابق اپنے رول ادا کر رہے ہیں۔ جبکہ بنی نوع انسان یا آدم اپنے تجسس کی بنیاد پر بتائے ہوئے طریق سے منحرف ہوتا ہے اور اِس طرح اپنے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ اب اگر وہ اپنی عطا کردہ صلاحیت کی بنیاد پر روگردانی کرتا ہے تو اس پر تخلیق کی طرف سے تمام دروازے بند نہیں ہو جاتے بلکہ اسے توبہ یا رجوع کرنے کا حل دیا ہے اور یہی دراصل انسان کی معراج ہے جو قرآن حکیم اپنے قاری یا بندۂ انسان سے چاہتا ہے یعنی کہ غلطی کو تسلیم کرے اور اس کے تدارک کے لیے رجوع کرے۔ اِسی نفسیاتی کیفیت میں انسان آخر کار کسی خوف اور حزن یا ملال میں نہیں جاتا اور ایسے معاشرے کی تعمیر کا باعث ہوتا ہے جہاں وہ ایک بے چین روح کی بجائے مطمئن ہو کر اپنی صلاحیتیں بھرپور انداز سے سرانجام دیتا ہے۔ اور یہی دراصل قرآن حکیم کا خطاب اور مدعا ہے۔

تشریح از: مسعود احمد خان۔ الحبیب ۹/۸۶۷ ابدالی روڈ۔ ملتان